ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

# عذاب، آزمائش اور سماجی رویے: تحقیقی جائزہ

## Tribulation, Trial, and Social Behavior: An Analytical Study

**روح الامین:** اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ گریجویٹ کالج بوائز دیپال پور

**ڈاکٹر حافظ عبد القہار:** ایس ایس ٹی گورنمنٹ ہائی سکول 90 شمالی سرگودھا

**محمد حماد سعید:** پی ایچ ڈی سکالر شیخ زاید اسلامک سنٹر پنجاب یونیورسٹی

**ABSTRECT**

*The pain and suffering of trial and punishment are physically the same, but in terms of spiritual condition, there is often a difference between the earth and the sky between them.Trials do not come to humiliate the righteous but to refine their abilities ،Elevation is not possible without trials ،Temptation is atonement for sins ،The main difference between a believer and an unbeliever is that a Muslim endures grief by being a figure of patience and steadfastness, while a denier of Allah subhanahu wa ta'ala, so a man of courage, suffers from problems and shows ungratefulness and disrespect to Allah. Hanging on the trap of suicide, one suffers the eternal sufferings and torments of hell, which lives forever. When people live together in the form of a society, individual collective faults and defects take the form of crimes. When these crimes become part of national traditions, customs and habits, then the real culprits of this collective indifference are the individuals and the society Abandonment of the duty of enjoining good and forbidding evil, jihad for the sake of Allah and hatred of martyrdom, love of the world and following lusts are the source and cause of collective punishment, calamities and accidents. Trial is to give higher ranks in heaven while punishment is due to the calamity of sins Trial comes on the quality of faith while punishment comes on stubbornness, arrogance and insistence of sins Trial is the wisdom of Allah Ta'ala, while punishment is the masterpiece of Allah Ta'ala's power and vengeance.*

**Keywords**: Tribulation and trial impact faith, patience, and social behavior.

### تعارف

عذاب اور آزمائش زندگی کے غیر معمولی پہلو ہیں جو انسانی تجربات کو مختلف طریقوں سے متاثر کرتے ہیں۔ عذاب اور آزمائش کے درمیان بنیادی فرق ان کی نوعیت اور مقصد میں ہے۔ عذاب عموماً سزا یا انتقام کی صورت میں آتا ہے، جبکہ آزمائش ایمان کی مضبوطی اور صبر کی قدر کو جانچنے کے لیے ہوتی ہے۔ معاشرتی رویے بھی ان دونوں کے اثرات سے متاثر ہوتے ہیں، اور ان کے نتائج فرد اور اجتماع دونوں کی زندگیوں پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ یہ مطالعہ ان عوامل کی تفہیم اور ان کے سماجی پہلوؤں کا تجزیہ فراہم کرتا ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

"عذاب "عذب سے ہے جس کا معنی سخت پیاس کی وجہ سے کھانا چھوڑ دینا[1]

گویا پیاس کی شدت "گرمی کی حدت "سے ہے کھانا پانی بند ہو اور گرمی کی تپش اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہو تو اس کو عذاب سے تعبیر کیا گیا ہے

"العذاب "ہر وہ شے جو انسان کے لیے باعث اذیت ہو اور وہ تکلیف کا سبب بنے "اس کی جمع "اعذبة" آتی ہے۔[2]

" آزمائش "یہ فارسی زبان کا لفظ ہے عربی میں اس کے لیے "بلاء "کا لفظ مستعمل ہوتا ہے اس کا معنیٰ ہے کسی کو آزمانا، تجربہ کرنا، امتحان لینا، اسی سے " ابتلاء "ہے قرآن مجید میں ہے "واذ ابتلی ابراھیم ربہ "اور جب ابراہیم کو ان کے رب نے آزمایا[3]

اَلبَلویٰ والبِلوۃ، وَالبَلِیّة جمع بلایا، البلاء "غم، تکلیف اور امتحان "خیر سے ہو یا شر سے ہو[4]

آزمائش اور عذاب کا دکھ درد جسمانی طور پر تو ایک جیسا ہوتا ہے مگر روحانی کیفیت کے اعتبار سے اکثر ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق پایا جاتا ہے اس کو سمجھنے کے لیے یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ اگر مسائل اور مصائب کے وقت آدمی کی طبیعت اپنے خالق کی طرف مائل اور متوجہ رہے پھر انسان اپنے خالق حقیقی کے گلے شکوے اور نافرمانی سے بچا رہے تو اس کو یقین کر لینا چاہیے کہ یہ صورتحال اللہ تعالیٰ کے عذاب و گرفت کی نسبت آزمائش کے زیادہ قریب ہے کیونکہ مومن آزمائش میں ایک طرح کی لذّت محسوس کرتا ہے جب کسی شخص کو مصیبت و پریشانی میں اس حقیقت کا ادراک و احساس ہو جائے تو اس سے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ بے شک میں گنہگار ہوں لیکن میرے رحیم و کریم مالک نے مجھے سزا کے طور پر نہیں بلکہ میرے گناہوں کی معافی اور اپنے دربار میں قرب عطاء کرنے کے لیے مجھے آزمائش میں مبتلا کیا ہے۔

### آزمائش مومن کو کندن بنا دیتی ہے

یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام کو بڑی بڑی آزمائشوں میں مبتلا کیا گیا تا کہ مومنوں پر یہ بات ثابت ہو جائے کہ آزمائش نیکوکار کو ذلیل و رسوا کرنے کے لیے نہیں بلکہ ان کی صلاحیتوں میں نکھار پیدا کرنے کے لیے آتی ہے رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے " اشدّ النّاس بلاءً الانبیاء ثمّ الأمثل فالأمثل "سخت ترین آزمائشیں اور تکالیف انبیائے کرام پر آتی ہیں پھر نبیوں کے بعد ان لوگوں پر جن کا ایمان انبیاء کے بعد کے درجہ کا ہوتا ہے[5]

### آزمائش، ایمان کی قدر و منزلت کے مطابق ہوتی ہے

یعنی جس قدر انسان اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرب ہوتا ہے اسی قدر جنجھوڑا جاتا ہے حدیث نبوی ﷺ ہے کہ " یبتلی الرّجل علیٰ حسب دینہٖ فان کان فی دینہٖ صلباً اِشتدّ بلائہٗ وان کان فی دینہٖ رقةٌ ابتلی علیٰ قدر دینہٖ فما یبرح البلاء بالعبد حتیّ یترکہ یمشی علی الارض وما علیہ خطیئة" ہر شخص کو اس کی دینداری کے مطابق آزمایا جاتا ہے اگر وہ دینداری میں مضبوط ہو تو اس پر آزمائش بھی کڑی آتی ہے اور اگر اس میں کمزور ہو تو اس کے مطابق یہ

---

1 القاموس المحیط: 112، فیروز آبادی، مجد الدین محمد بن یعقوب، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان 1426ھ

2 المنجد: 638، لوئیس معلوف، (مترجم: مولانا سعد حسن خان) دار الاشاعت، کراچی، 1994م

3 البقرۃ: 126

4 مفردات القران: 145، راغب اصفہانی، حسین بن محمد بن مفضل، مفردات القران، دار القلم، دمشق 1420ھ

5 جامع ترمذی: 2398، الترمذی، امام ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، دار التاصیل، بیروت 1437ھ)

آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اور آزمائشیں بندہ مومن کو پریشان کیے رکھتی ہیں حتی کہ وہ زمین پر اس حالت میں چلتا ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہو چکا ہوتا ہے[6]

انبیائے کرام پر ابتلاآت و آزمائشوں کے پہاڑ ٹوٹے مگر انہوں نے کمال درجہ صبر و تحمل کا مظاہرہ فرمایا۔

## ابتلاءو آزمائش کی حقیقت

اللہ تعالیٰ کے ہاں بلندی درجات کے دو طرح کے اسباب ہوتے ہیں۔

1- ٹھوس عقیدہ یعنی توحید راسخ اور دیگر شعائر اسلام و اعمال صالحہ۔

2- دنیا میں مصائب اور تکالیف کے ذریعے بندہ کی آزمائش۔

## لندی درجات آزمائش کے بغیر ممکن نہیں

اب یہ ابتلاء اور امتحان اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے اس بندے پر نازل ہوتا ہے جو بندہ اخروی طور پر درجات علیٰ پر فائز ہو، جس کے لیے جنت میں اونچا اور اعلیٰ مقام ہو، اگر اس کے بغیر جنت میں بلند درجات کا حصول ممکن ہوتا تو اس کے لائق سب سے زیادہ انبیائے کرام تھے کہ دنیا میں ان کو کوئی تکلیف و مصیبت نہ پہنچتی، جناب آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ تک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ہر پیغمبر ابتلاء و امتحانات سے دوچار ہوا ہے آدم علیہ السلام جنت کے محلات، ملبوسات اور انعامات سے محروم ہو گئے نوح علیہ السلام کا بیٹا ان کی آنکھوں کے سامنے غرق ہوا، حضرت ابراہیمؑ کو دہکتی آگ میں پھینکا گیا، سیدنا اسماعیلؑ اور ان کی والدہ ہاجرہ کو بے آب و گیاہ صحرا میں تنہائی کے عالم میں آزمایا گیا، حضرت ابراہیمؑ اپنے رب کے حکم سے اپنے لاڈلے بیٹے اسماعیلؑ کی گردن پر چھری چلاتے ہیں حضرت ایوبؑ بیماری کی صورت میں صبر کرتے ہیں حضرت یعقوبؑ اپنے پیارے بیٹے حضرت یوسفؑ کی طویل جدائی کی مصیبت میں استقلال دکھاتے ہیں پھر یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینکا گیا پھر جیل میں ڈالا گیا حضرت زکریاؑ و یحییؑ کو شہید کیا گیا جناب موسیٰؑ بے وطن ہوئے، حضرت عیسیٰؑ کو یہود نے ستایا، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو ماں، باپ پھر دادا، اچھا، وفادار بیوی اور اولاد نرینہ سے محروم کر کے ہجرت کے بعد جہاد میں دانت شہید کر کے اور زخمی کر کے منافقین کے کذب اور تہمت، یہود کے ہاتھوں زہر کے ذریعے پے در پے کئی ایک مشکلات اور امتحانات سے گزارا گیا تاکہ ان کو جنّت میں سب سے بلند مقام عطا کیا جائے خود نبی ﷺ کو جب بخار ہوتا تو بنسبت عام آدمی کے دوگنا بخار ہوتا، صحابہ کرام نے سوال کیا "انك لتوعك" آپ ﷺ بھی بیمار ہوتے ہیں؟" قال انی اوعك کما یوعك رجلان منکم" فرمایا مجھے تمہارے دو آدمیوں کے بقدر بخار ہوتا ہے جتنا بخار تم دو آدمیوں کو ہوتا ہے مجھے اکیلے کو اتنا تیز بخار ہوتا ہے[7]

## اصحاب رسول ﷺ کی آزمائش

انبیائے کرام کے بعد اصحاب رسول ﷺ کی جماعت تھی ان میں خلفاء کا مقام سب سے اونچا ہے سیدنا صدیق اکبر کی جانی و مالی قربانیاں، دین کی خاطر سزائیں، ہر غزوے میں شرکت، سیدنا عمر فاروق کو خنجر مار کر نماز کی حالت میں بے گناہ شہید کیا گیا، سیدنا عثمان کو اذیت ناک طریقے سے مظلومانہ شہادت ملی، سیدنا علی المرتضیٰ کو خنجر مار کر شہید کیا گیا، جنتی شہزادوں میں سیّدنا حسن کو زہر دیا گیا سیّدنا حسین کو کربلا میں دھوکے سے بلا کر شہید کیا گیا

---

6 سنن ابن ماجہ 2340 حسنہ الالبانی ابن ماجۃ، ابی عبد اللہ محمد بن یزید، القزوینی، سنن ابن ماجۃ، دار الجیل، بیروت، 1418ھ، (الترمذی: 2398)

7 بخاری 5648، البخاری، ابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، دار ابن کثیر، 1423ھ

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

،حضرت بلال، صہیب، عمار اور حضرت سمیّہ وغیرہ پر آزمائشوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے مگر وہ ثابت قدم رہے یہ سب امتحانات جنت کے اعلیٰ درجات کے حصول کے لیے ہوتے ہیں۔

**اگر بلندی درجات آزمائشوں کے بغیر ممکن ہوتی تو انبیاء کو کبھی دکھ اور تکلیف اور پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑتا**

نیک لوگوں کے لیے آزمائش شرط ہے قرآن پاک میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: "لتبلونّ فی اموالکم وانفسکم ولتسمعنّ من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذًی کثیراً وان تصبروا وتتقوا فانّ ذلک من عزم الامور " تمہیں اپنے اموال اور اپنی جانوں میں آزمائش پیش آکر رہے گی نیز تمہیں ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور مشرکین سے بھی بہت سی تکلیف دہ باتیں سننا ہوں گے اور اگر تم صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے تو بلاشبہ یہ بڑے حوصلے کے کام ہیں"[8]

جناب ایوبؑ کے بارے میں ارشاد ربانی ہے "وایوب اذ نادی ربہ انی مسّنی الضر وانت ارحم الرّاحمین " اور ایوبؑ کا تذکرہ کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے "[9]

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوبؑ پر سخت بیماری اور شدید تکلیف کا ذکر کیا ہے اور اولاد اور بیویوں میں سے سوائے ایک کے سب نے چھوڑ دیا خوشحالی تنگدستی میں بدل گئی مسلسل بارہ سال شدید ابتلاء میں گزرے مگر پیکر صبر واستقامت کی زبان پر ایک مرتبہ بھی حرف شکایت نہ آیا د، عا کرتے تو اس میں بھی کسی چیز کا مطالبہ نہ کرتے بس اتنا کہتے ہیں " رب انی مسّنی الضر وانت ارحم الرّاحمین " کہ اے میرے رب میں بیمار ہوں اور تو ارحم الرّاحمین ہے!

**تمام انبیاء صبر واستقامت کے پہاڑ تھے**

یہ مثال تو محض ایک نمونہ تھی صبر انبیاء کی، ورنہ تمام کے تمام انبیاء صبر واستقامت کے پہاڑ تھے ارشاد باری ہے "واسماعیل وادریس وذا الکفل کلّ مّن الصّابرین" وراسماعیل اور ادریس اور ذالکفل یہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے[10]

ہمارے پیارے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ خود انتہائی صابر تھے آپ ﷺ کی قوم نے آپ ﷺ کو شدید تکالیف زبانی وجسمانی اذیتوں سے دوچار کیا، امّ المومنین سیدہ عائشہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کیا کوئی دن "احد" سے بھی زیادہ سخت آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے تمہاری قوم کی طرف سے بہت زیادہ اذیت پہنچی ہے اور سب سے بڑی اذیت مجھے یوم عقبہ کو پہنچی جب میں نے ابن عبد یالیل بن عبد کلال کو اسلام کی طرف دعوت دی تو اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، میں شدید غم زدہ تھا لہذا میں منہ جھکائے ہوئے واپس چل دیا اور مجھے اس وقت ہوش آیا جب میں " قرن الثعالب " میقات اہل نجد کے قریب پہنچا میں نے اپنا سر اٹھایا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بادل مجھ پہ سایہ فگن ہے میں نے اس کی طرف دیکھا تو مجھے اس میں حضرت جبرائیل نظر آئے انہوں نے مجھے پکارا اور کہنے لگے آپ ﷺ کی قوم نے آپ علیہ الصّلوۃ والسّلام سے جو کہا ہے جو سلوک کیا ہے اسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سن لیا ہے اور اس نے آپ کی طرف پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے تا کہ آپ ﷺ جو چاہیں اسے حکم صادر فرمائیں

---

8 آل عمران186

9 الانبیاء83

10 الانبیاء:85

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

چنانچہ اس فرشتے نے مجھے پکارا اور سلام کرنے کے بعد کہا" یا محمد" یا محمد ذلك فیما شئت اِن شئت ان اطبق علیھم الاخشبین "اے محمد ﷺ آپ جیسے چاہیں گے اسی طرح ہوگا اگر آپ ﷺ کی منشاء ہو تو میں دونوں پہاڑوں کو آپس میں ملادوں! اور یہ سب ان کے درمیان ہلاک ہو جائیں تو نبی ﷺ نے فرمایا" بل ارجوان یخرج اللہ من اصلابھم من یعبد اللہ وحدہ لایشرك بہ شیئا" نہیں بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ان لوگوں کو پیدا کرے گا جو صرف اسی اکیلے اللہ ہی کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔[11]

### انتقام کی طاقت رکھنے کے باوجود صبر و تحمل کی عمدہ مثال

انتقام کی طاقت رکھنے کے باوجود صبر و تحمل کی اس سے اعلیٰ مثال اور کیا ہو سکتی ہے حضور اکرم ﷺ کی برداشت کے کیا کہنے کہ رب تعالیٰ سے زبان سے حرف شکایت بھی نہیں نکلا اور یہ کمال درجہ کا صبر ہے

### صبر کی تعریف

اس لیے حافظ ابن قیم نے صبر کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے" الصبر حبس النفس عن الجزع والتسخط وحبس اللسان عن الشکوی وحبس الجوارح عن التشویش " اپنے آپ کو گھبراہٹ اور ناگواری سے روکنا زبان پر حرف شکایت نہ لانا اور باقی اعضائے جسم کو الجھن اور پریشانی میں مبتلا ہونے سے بچانا[12]

اور صبر سے بہتر، بڑی خیر اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی کیونکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" انّما یوفّی الصّابرون أجرھم بغیرحساب "بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا[13]

اور مومن کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی طرح بھی اجر وثواب سے محروم نہیں رکھتے، حدیث نبوی ﷺ ہے" ما من مسلم یصیبہ أذًی شوکۃ فما فوقھا الّا کفر اللہ بھا سیئاتہ کما تحطّ الشجرۃ ورقھا" جس مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچے، کانٹا چبھے یا اس سے بڑی تکلیف پہنچے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے گناہوں کو ایسے مٹا دیتا ہے جیسے ایک درخت اپنے پتے گرا دیتا ہے[14]

ہر طرح کی مصیبت پر چاہے وہ کانٹا چبھنے کی شکل میں ہی کیوں نہ ہو، صبر کرنے والے شخص کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ مٹا دیتے ہیں جیسا کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا" ما یصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا ھمّ ولا حزن ولا أذیً ولا غمّ حتی الشّوکۃ الّتی یشاکھا الّا کفّر اللہ بھا من خطایاہ" مسلمان کو جب تھکاوٹ یا بیماری لاحق ہوتی ہے یا وہ حزن وملال اور تکلیف سے دوچار ہوتا ہے حتی کہ اگر ایک کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے[15]

---

11 صحیح بخاری:3231، البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، 1400( صحیح مسلم:1795)

12 مدارج السالکین:15ج2، ابن قیم الجوزی، محمد بن أبي بکر بن أیوب بن سعد شمس الدین، مدارج السالکین بین منازل إیاک نعبد وإیاک نستعین،، دار الکتاب العربي، بیروت، ۱۹۹۶م

13 الزمر:10

14 صحیح بخاری:5648، صحیح مسلم:2571

15 صحیح البخاری:42، 5641، صحیح مسلم:2573

## آزمائش گناہوں کے لیے کفارہ ہوتی ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا" ما يزال البلاء بالمؤمن والمؤمنة في نفسه وولده وماله حتى يلقى الله وما عليه خطيئة" آزمائشیں مومن مرد اور مومنہ عورت کا پیچھا نہیں چھوڑتی کبھی جان میں کبھی اولاد میں کبھی مال میں کسی نہ کسی طرح آزمائشیں ہمیشہ اس کے ساتھ رہتی ہیں یہاں تک کہ وہ جب اللہ تعالی سے ملے گا تو اس شخص کی ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوگا[16]

## مصائب کو حوصلے سے برداشت کرنا مومن کا وطیرہ ہے

سو امتحانات وابتلاء آت اور آزمائشوں کو اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھتے ہوئے ان کے اوپر صبر و تحمل اور برداشت کا رویّہ اپنانا مومنانہ سلوک ہے مشکلات اور مصائب کو حوصلے سے برداشت کرنا مومن کا وطیرہ ہے دوسری طرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نافرمان بندوں کو یہ بتلانا مقصود ہوتا ہے کہ تم تمام نعمتوں کے وافر مقدار میں پائے جانے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے راستے پر چل رہے ہو ذرا میرے مومن بندے کی طرف بھی دیکھو کہ میں نے اسے مزید عطاء کرنے کی بجائے پہلے والی نعمت سے بھی محروم کر دیا لیکن وہ ناراض ہونے کی بجائے خوشحالی سے بھی بڑھ کر میری ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے مجھے یاد کر رہا ہے حضرت صہیب سے مروی ہے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عجباً لامر المؤمن، إن امره كله خير، وليس ذاك لاحد إلا للمؤمن إن اصابته سراء شكر، فكان خيرا له، وإن اصابته ضراء صبر، فكان خيرا له" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"مومن کا معاملہ عجیب ہے۔اس کا ہر معاملہ اس کے لیے بھلائی کا ہے۔اور یہ بات مومن کے سوا کسی اور کو میسر نہیں۔اسے خوشی اور خوشحالی ملے تو شکر کرتا ہے۔اور یہ اس کے لیے اچھا ہوتا ہے اور اگر اسے کوئی نقصان پہنچے تو اللہ کی رضا کے لیے صبر کرتا ہے، یہ بھی اس کے لیے بھلائی ہوتی ہے۔[17]

آلام ومصائب اور تکالیف میں صبر وحوصلہ پیغمبرانہ طرز عمل اور عظیم الشان امور میں سے ہے

## مومن اور کافر کا فرق

مومن اور کافر کا بنیادی فرق یہ ہے کہ مسلمان صبر اور استقامت کا پیکر بن کر ہموم وغموم کو برداشت کرتا ہے جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا منکر، پس ہمت انسان پریشانیوں میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کی ناشکری اور ناقدری کا مظاہرہ کرتے ہوئے خودکشی کے پھندے پر لٹک کر ہمیشہ کے لیے رہنے والی جہنم کی ابدی تکالیف وعذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے حیات انسانی میں مشکلات ومصائب سے سامنا ہونا ایک لابدی امر ہے فرق صرف اتنا ہے کہ گھاس کا ایک تنکا ہوا کے معمولی جھونکوں کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں پاتا اور ادھر ادھر زمین پر پٹخ رہا ہوتا ہے یعنی اپنا ہلکا پن ظاہر کرتا ہے جبکہ ایک تن آور درخت اپنے مضبوط تنے (یعنی مضبوط اور ٹھوس عقیدے سچے اور کھرے عمل صالح) کی طاقت کے ساتھ طوفان تند وتیز کا مقابلہ کرتے ہوئے شدید جھٹکوں کا مقابلہ کر رہا ہوتا ہے۔

آدمیوں کے درمیان یہ فرق بڑا ہی نمایاں ہے کہ ایک ہی قسم کی بیماری یا مشکل میں مبتلا دو انسانوں کا ردعمل ان کے درمیان مختلف شکل اختیار کر جاتا ہے آپ کو زندگی میں یقینا کسی ہسپتال جانے کا موقع ملا ہوگا بستر مرض پر لیٹا ہوا ایک مریض آہ وبکا کر رہا ہے جبکہ اس کے ساتھ والے بیڈ پر اس سے

---

16 سنن الترمذي:239، الترمذي، أبو عيسى محمد بن عيسى، سنن الترمذي، دار الغرب الإسلامي، بيروت، ١٩٩٦

17 صحیح مسلم: :2999 ، مسلم بن حجاج، القشیری نیشاپوری، الجامع الصحیح للمسلم،، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان2010

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

زیادہ بیمار شخص نہایت ہی صبر اور سکون سے بیماری کی شدت اور تکلیف کو برداشت کر رہا ہوتا ہے ایسے ہی کم ہمت آدمی انجکشن کا نام سنتے ہی گھبرا جاتا ہے روتا اور چلاتا ہے اس کے برعکس حوصلہ مند انسان اپریشن تھیٹر سے میجر سرجری کے باوجود پر سکون انداز سے باہر آرہا ہوتا ہے

**حصول نعمت پہ اترانا اور محرومی نعمت پہ گھبرانا، یہ انسان کو روحانی وجسمانی طور پر تباہ وبرباد کر دیتا ہے**

کاروباری دنیا میں اکثر تجارت پیشہ افراد کی صحت بازار اور منڈی کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ منسلک ہوتی ہے ایک تاجر انسان مارکیٹ اور منڈی کے مندا پڑنے سے متاثر ہو جاتا ہے وہ مختلف طرح کی بیماریوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے ایسا مادّہ پرست انسان مالی خسارے کے ساتھ ساتھ صحت اور ایمان کی نعمتوں سے بھی محروم ہو جاتا ہے جبکہ دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والا آدمی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر سے، نماز کی ادائیگی سے، فہم قرآن سے سکون قلب حاصل کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کو بصیرت کی روشنی نصیب ہوتی ہے ان کی صحت وفکر میں ایک ٹھہراؤ پیدا ہوتا ہے ایسا انسان اللہ تعالیٰ کی حفظ وامان میں رہتا ہے قرآن پاک میں یہ اصول ہے کہ "جو آجائے اس پر گھمنڈ نہ کرو (شیخی نہ بگھارو)، وسائل آمدنی پر اکڑنا، تکبّر کرنا قرآن کریم نے اس سے منع کیا ہے اور "جو نعمت، احسان، مال، چلا جائے اس پر پچھتاؤ مت" گویا حصول نعمت پہ اکڑنا اترانا اور محرومی نعمت پہ گھبرانا، پچھتانا یہ انسان کو روحانی وجسمانی طور پر تباہ وبرباد کر دیتے ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا" لکیلا تاسوا علی مافاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم واللہ لا یحب کل مختال فخور" تاکہ تم نہ اس پر غم کرو جو تمھارے ہاتھ سے نکل جائے اور نہ اس پر پھول جاؤ جو وہ تمھیں عطا فرمائے اور اللہ کسی تکبر کرنے والے، بہت فخر کرنے والے سے محبت نہیں رکھتا[18] امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ "پھر ارشاد ہوتا ہے ہم نے تمہیں یہ خبر اس لیے دی ہے کہ تم یقین رکھو کہ جو تمہیں پہنچا وہ ہرگز کسی صورت ٹلنے والا نہ تھا، پس مصیبت کے وقت صبر وشکر تحمل وثابت قدمی مضبوط ولی اور روحانی طاقت تم میں موجود رہے، ہائے وائے بے صبری اور بے ضبطی تم سے دور رہے۔ جزع فزع تم پر چھا نہ جائے تم اطمینان سے رہو کہ یہ تکلیف تو آنے والی تھی ہی، اسی طرح اگر مال دولت غلبہ وغیرہ مل جائے تو اس وقت آپے سے باہر نہ ہو جاؤ، اسے عطیہ الٰہی مانو، تکبر اور غرور تم میں نہ آجائے، ایسا نہ ہو کہ دولت ومال وغیرہ کے نشے میں پھول جاؤ اور اللہ کو بھول جاؤ اس لیے کہ اس وقت بھی ہماری یہ تعلیم تمہارے سامنے ہوگی کہ یہ میرے دست وبازو کا، میری عقل وہوش کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ کی عطا ہے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ " رنج وراحت، خوشی وغم تو ہر شخص پر آتا ہے خوشی کو شکر میں اور غم کو صبر میں گزار دو۔[19]

دنیا کا کوئی بھی ساز وسامان ہے اس نے آج نہیں تو کل ہاتھ سے نکل جانا ہے

قرآن کریم میں ارشاد ہے" ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق "جو تمہارے پاس ہے اس نے ختم ہو جانا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے اس نے ہمیشہ باقی رہنا ہے[20]

**دنیا میں اگر کوئی نقصان ہو جائے تو اس پر ملال کی بجائے استغفار کرنا چاہیے**

---

18 الحدید:23

19 ابن کثیر:224ج5، ابن کثیر، عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی، مکتبۃ اسلامیۃ، لاہور 2009م

20 النحل:96

JAHAN E TAHGEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

دنیا دراصل دارالفنا ہے اور آخرت دارالبقا ہے اس لیے دنیا میں اگر کوئی نقصان ہو جائے تو اس پر ملال کی بجائے استغفار کرنا چاہیے جبکہ اخروی نقصان باعث حزن و ملال ہے جس کا اکثر لوگوں کو کچھ ادراک ہی نہیں جو اس حقیقت سے آشنا ہوتے ہیں وہ کبھی بھی ناشکری اور بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ قرآن حکیم میں اہل ایمان کی توثیق اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمائی:" فما اوتیتم من شیء فمتاع الحیاۃ الدنیا وما عند اللہ خیر وابقی للذین امنوا وعلی ربھم یتوکلون "جو تمہیں دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی گزارنے کا سامان ہے اور جو اللہ تعالی کے پاس ہے وہ اہل ایمان کے لیے بہتر ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور مومن اپنے رب کریم پر ہی بھروسہ کرتے ہیں[21] اور سورۃ الاعلیٰ میں فرمایا" والآخرۃ خیر وابقیٰ "اور آخرت کے اجر بہتر اور باقی رہنے والے ہیں[22]

اب جو لوگ احکام ربانی اور تعلیمات قرآنی کو یکسر نظر انداز کر کے زندگی گزارتے ہیں وہ سکون کے لیے تفریحی مقامات کی تلاش میں اندرون میں بیرون ملک بھاگتے پھرتے ہیں ماحول کی تبدیلی پر فضاء مقام کی بدولت ان کو اپنی طبیعت میں کچھ دن قرار میّسر آتا ہے مگر چند دنوں کے بعد پھر وہی بے قراری وہ بے چینی ان کے دل و دماغ کو جکڑ لیتی ہے ایسے لوگ تسکین قلب کے لیے سکون بخش، آرام آور ادویات استعمال کرتے ہیں بعض اخلاق باختہ اور سطحی کردار کے لوگ شراب ہیروں اور دیگر نشہ آور اشیاء استعمال کرتے ہوئے نہ صرف ایمان بلکہ صحت و جان بھی گنوا بیٹھتے ہیں لیکن روحانی و قرآنی علاج سے راہ فرار اختیار کرتے ہیں۔

حالانکہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے" وننزل من القرآن ما ھو شفاء وّ رحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خسارا " اور ہم نے قرآن اتارا ہے جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے"[23]

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا" الذین امنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب "خبر دار دلوں کا سکون واطمینان اللہ کے ذکر ( قرآن )میں ہے[24]

سورہ یونس میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا" یا ایھا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور وھدی ورحمۃ للمؤمنین "اے لوگو یقینا تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آچکی ہے اور جو (روگ) سینے میں ہیں ان کے لیے شفاء ہے اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے[25] لہذا جن پر سکون اور اطمینان بخش راہوں کو رحیم وکریم رب تعالیٰ نے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے ان کو اپنانے کے لیے مادہ پرست انسان تیار نہیں کیونکہ نعمت ایمان سے محروم ہے

**تکالیف اور مصائب کا سامنا کیوں؟**

---

21 الشوری:36

22 سورۃ الاعلیٰ:17

23 بنی اسرائیل:82

24 الرعد:28

25 سورہ یونس:57

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

انسان طبعاً اور اصلاً خطا کار ہے نسیان، جہل اور ظلم اس کی کمزوری ہے "انه کان ظلوما جھولا" یقیناوہ اپنے اوپر ظلم کرنے والا اور انجام سے لاعلم تھا[26] انس بھی انسان کو ودیت کیا گیا ہے اکیلا رہنا دشوار ہے مگر جب انسان اکٹھے ایک معاشرے کی صورت میں رہتے ہیں تو انفرادی اجتماعی عیوب و نقائص جرائم کی شکل اختیار کر لیتے ہیں یہی جرائم جب قومی روایات رسم ورواج اور عادات کا حصہ بن جاتے ہیں تو اس اجتماعی بے حسی کے اصل مجرم یہی افراد معاشرہ ہی ہوتے ہیں کہ برائی کے آگے بند باندھنے کی بجائے وہ اس کے ساتھی بن کر اس کو پروان چڑھانے اور فروغ دینے لگ جاتے ہیں ظلم وستم اور استحصال واستیصال کا سیلاب اڈ آتا ہے ظلم دندناتا ہے بے انصافی کی خوفناک تاریک رات چھاجاتی ہے تو پھر نظام قدرت حرکت میں آجاتا ہے

ارشاد ربانی ہے" ظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت ايدي النّاس "بر و بحر میں فسادات لوگوں کے اعمال کی وجہ سے ہیں[27] پھر فرمایا" ليذيقهم بعض الذي عملوا لعلهم يرجعون "تاکہ ان کو انکے بعض کرتوتوں کا مزا چھکایا جاسکے شاید کہ وہ بری راہ چھوڑ کر واپس پلٹ آئیں[28]

سورہ الشوریٰ میں فرمایا" وما اصابكم من مصيبه فبما كسبت ايديكم ويعفوعن كثير "جو کچھ تمہیں مصائب پہنچے ہیں وہ تمہارے ہی کردار کا نتیجہ ہیں جبکہ تمہارے بے شمار گناہوں کو اللہ تعالی معاف کر دیتے ہیں[29] یعنی جو کچھ تمہارے ساتھ بیت رہی ہے وہ دراصل تمہارے ہی گناہوں کی نہایت ہلکی سی سرزنش ہیں جبکہ تمہاری بے شمار غلطیوں اور زیادتیوں سے صرف نظر کیا جاتا ہے

رحمان ورحیم بہت ہی بردبار اور حلیم رب اپنے بے پایاں فضل وکرم سے درگزر فرماتے رہتے ہیں دنیا میں انسانوں کے دامن کو تھوڑا سا کھینچا اور گریبان کو ہلکا سا جھنجھوڑا جاتا ہے تو اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی شفقت ومہربانی پنہاں ہے تا کہ تمہارے قدم بغاوت ونافرمانی سے رک جائیں اور تم اپنے مالک حقیقی کی طرف پلٹ آؤ اس لیے سمجھدار اور نیک کار لوگ کمزوریوں کو اور اس کے بدلے میں پیدا ہونے والے حالات کو اپنے کردار کے حوالے سے ہی دیکھا کرتے ہیں مصائب و آلام اور بیماریوں کے اسباب ہمارا اس بات پر ایمان ہونا چاہیے کہ اچھی اور بری تقدیر کا مالک و مختار صرف اور صرف اللہ واحد القہار ہے رنج غم دکھ تکلیف آفات وحادثات، فقر و بیماری اللہ تعالی کے حکم سے نازل ہوتے ہیں تاہم ان کے اسباب خود حضرت انسان کے اپنے کیے ہوئے کرتوت اور اعمال ہوتے ہیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس حقیقت کو بہت خوبصورتی سے بیان کیا فرماتے ہیں" الذي خلقني فهويهدين والذي هو يطعمني ويسقين واذا مرضت فهويشفين "اسی نے مجھے پیدا فرمایا اسی نے مجھے ہدایت بخشی اور وہی مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں وہی مجھے شفا دیتا ہے"[30] یعنی بیماری کی نسبت اپنی طرف کی۔

سیدنا عبد اللہ ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی اکرم ﷺ خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا عن عبد الله بن عمر قال: اقبل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال:يا معشر المهاجرين خمس إذا ابتليتم بهن واعوذ بالله ان تدركوهن لم تظهر الفاحشة في قوم قط حتى يعلنوا بها إلا فشا فيهم الطاعون والاوجاع التي لم تكن مضت في اسلافهم الذين مضوا ولم ينقصوا المكيال والميزان إلا اخذوا بالسنين وشدة المئونة وجور

---

26 الاحزاب:19

27 روم:41

28 روم:41

29 الشوری:30

30 الشعراء:78-80

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

السلطان عليهم ولم يمنعوا زكاة اموالهم إلا منعوا القطر من السماء ولولا البهائم لم يمطروا ولم ينقضوا عهد الله وعهد رسوله إلا سلط الله عليهم عدوا من غيرهم فاخذوا بعض ما في ايديهم وما لم تحكم ائمتهم بكتاب الله ويتخيروا مما انزل الله إلا جعل الله باسهم بينهم "رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا" : مہاجرین کی جماعت! پانچ باتیں ہیں جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ گے، اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تم اس میں مبتلا ہو، ) وہ پانچ باتیں یہ ہیں (پہلی یہ کہ جب کسی قوم میں علانیہ فحش) فسق و فجور اور زناکاری (ہونے لگ جائے، تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں جو ان سے پہلے کے لوگوں میں نہ تھیں، دوسری یہ کہ جب لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگ جاتے ہیں تو وہ قحط، معاشی تنگی اور اپنے حکمرانوں کی زیادتی کا شکار ہو جاتے ہیں، تیسری یہ کہ جب لوگ اپنے مالوں کی زکاۃ ادا نہیں کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش کو روک دیتا ہے، اور اگر زمین پر چوپائے نہ ہوتے تو آسمان سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گرتا، چوتھی یہ کہ جب لوگ اللہ اور اس کے رسول کے عہد و پیمان کو توڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر ان کے علاوہ لوگوں میں سے کسی دشمن کو مسلط کر دیتا ہے، وہ جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے چھین لیتا ہے، پانچویں یہ کہ جب ان کے حکمراں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، اور اللہ نے جو نازل کیا ہے اس کو اختیار نہیں کرتے، تو اللہ تعالیٰ ان میں پھوٹ اور اختلاف ڈال دیتا ہے"۔[31]

مؤطا امام مالک میں ابن عباس کا قول ہے " ولا فشا الزنا في قوم الا كثر فيهم الموت ولا ينقص قوم المكيال والميزان الا قطع عنهم الرزق ولا حكم قوم بغير حق الا فشا فيهم الدم "جب کسی قوم میں بدکاری بے حیائی رواج پکڑتی ہے تو ان میں اموات کثرت سے واقع ہوتی ہیں اور جب کوئی قوم ماپ تول میں ناپ تول میں کمی کا ارتکاب کرتی ہے تو وہ رزق کی تنگی میں مبتلا ہو جاتی ہے کسی قوم میں جب بے انصافی عام ہو گی تو ان میں قتل و غارت بھی عام ہو جاتی ہے[32]

### اجتماعی ذلت و رسوائی کی وجوہات

اللہ تعالیٰ نے اس امّت کو خیر امّت کا لقب دیا دنیا کی امامت و قیادت کے لیے پیدا فرمایا ہے " كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر " تم بہترین امت ہو لوگوں کی ہدایت کے لیے نکالے گئے ہو[33] دنیا و آخرت میں وقار عزت و عظمت اسی امّت کے لیے ہے اگر یہ امت عظمت و بزرگی والے اوصاف ہاتھ سے نہ جانے دے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہے" ولله العزة ولرسوله وللمومنين ولكنّ المنافقين لا يعلمون" تمام تر عزتیں اور عظمتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور مومنین کے لیے ہیں جبکہ منافق اس بات کو نہیں سمجھتے[34]

لیکن جب مسلمان قوم اللہ تعالی کے احکامات سے روگردانی کرے گی دشمن کے مقابلے میں جہاد کی تیاری کو ترک کر دے گی صفوں میں اتحاد کی بجائے انتشار پیدا ہو جائے گا آخرت کی بجائے دنیا مقصود بن جائے گی دشمن کے مقابلہ میں مر مٹنے کے جذبہ ایمانی سے تہی دامن ہو جائے گی تو دنیا کی ذلت ان

---

31 ابن ماجہ:4019،ابن ماجۃ، ابی عبد اللہ محمد بن یزید، القزوینی، سنن ابن ماجۃ، دار الجیل، بیروت، 1418ھ

32 موطا امام مالک:984، امام مالک بن انس، المؤطا، دار التاصیل، القاھرۃ1438ھ

33 آل عمران:110

34 المنافقون:18

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

کا مقدر بن جائے گی حتی کہ لوگ ان پر اس طرح حملہ آور ہوں گے جیسے کوئی بھوکا انسان کھانے پہ ٹوٹ پڑتا ہے حضرت ثوبان نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:" یوشك الامم ان تداعی علیكم كما تداعی الاكلة إلی قصعتها، فقال قائل: ومن قلة نحن یومئذ؟قال: بل انتم یومئذ كثیر ولكنكم غثاء كغثاء السیل ولینزعن الله من صدور عدوكم المهابة منكم ولیقذفن الله فی قلوبكم الوهن، فقال قائل: یا رسول الله وما الوهن؟ قال حب الدنیا وكراهیة الموت" سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" :عنقریب امتوں کے لوگ تم پر یوں ٹوٹ پڑیں گے، جیسے بسیار خور، کھانے کے، پیالے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔" کہنے والے نے کہا: آیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : تمہاری بہت زیادہ تعداد ہوگی، لیکن تم سیلاب کے کوڑا کرکٹ کی طرح (ہلکے پھلکے اور بے وقعت) ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں "وھن" ڈال دے گا۔" کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول !"وھن" کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت کی کراہیت کو "وھن" کہتے ہیں۔"[35]

معلوم ہوا کہ امر بالمعروف (امور خیر کی تلقین وتحریص) اور نہی عن المنکر (برائی کا انسداد ظلم کا خاتمہ کرنے) کا فریضہ ترک کرنا، جہاد فی سبیل اللہ اور شہادت سے نفرت، حب دنیا و اتباع شہوات جیسے اسباب اجتماعی عذاب آفات وحادثات کا ذریعہ اور سبب بنتے ہیں

### انفرادی اور اجتماعی امور کے نتائج اور ان کا فرق

معاشرے ایک فرد کے دیگر افراد سے تعلقات اور معاملات کے ذریعہ وجود میں آتے ہیں گویا ہر فرد کا دیگر افراد معاشرہ سے ایک گہرا ربط اور تعلق قائم ہوتا ہے فرد معاشرہ کے بغیر اور معاشرہ افراد کے بغیر اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکتا، پاکیزہ انفرادی سوچ اور نیک اعمال بجالانے والا بھی معاشرے میں رہتے ہوئے اسی معاشرے کو ہی سپورٹ کر رہا ہوتا ہے بعض لوگ انفرادی نیکی اور کردار کے حوالے سے اس پریشانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ہم نماز، روزہ، حج، زکوۃ کی ادائیگی کے ساتھ دیگر اعمال صالحہ کرنے کے باوجود مصائب اور پریشانیوں میں کیوں مبتلا رہتے ہیں لیکن وہ بیچارے اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں کہ ہم اپنے قبیلے برادری شہر محلہ اور معاشرہ کا حصہ ہیں ظاہر ہے کہ فرد کی انفرادی کوششیں اپنے آپ کو بچانے کے ساتھ ساتھ ایک حد تک ہی سوسائٹی کو متاثر کر سکتی ہیں اور پھر یہ حقیقت بھی سامنے رہنی چاہیے کہ فرد کے سارے معاملات انفرادی نظام کا حصہ نہیں ہوا کرتے بلکہ اس کے بے شمار معاملات برادری، معاشرے اور اجتماعی زندگی کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں منڈی بازار، مارکیٹ میں بیٹھا ہوا تاجر بازار، مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ سے کیسے متاثر نہیں ہو سکتا، وہ کاروبار کے اجتماعی ماحول سے ہر صورت متاثر ہو گا افرد اور گھرانہ کتنے ہی اعلی اوصاف اور اخلاق حمیدہ و اوصاف جمیلہ کے مالک کیوں نہ ہو اس نے برادری اور معاشرے میں ہی زندگی گزارنی ہے خوشی، غمی دیگر معاملات میں وہ تنہا نہیں رہ سکتا، اجتماعی اور تمدنی معاشرت اس کی مجبوری ہے نہ چاہتے ہوئے بھی اجتماعی نقصان میں اسے حصے دار بنا پڑتا ہے

نبی ﷺ نے اس حقیقت کو ایک خوبصورت مثال کے ذریعے واضح فرمایا ارشاد نبوی ﷺ ہے" مثل القائم علی حدود الله والواقع (وفی روایة: والراتع) فیها والمدهن فیها كمثل قوم استهموا علی سفینة فی البحر فاصاب بعضهم اعلاها واصاب بعضهم اسفلها (واوعرها) فكان الذی (وفی روایة: الذین) فی اسفلها إذا استقوا من الماء فمروا علی من فوقهم فتاذوا به (وفی روایة: فكان الذین فی اسفلها یصعدون فیستقون الماء

35 سلسلة الاحادیث الصحیحة:3757، الالبانی، محمد ناصر الدین، سلسلة الاحادیث الصحیحة، مکتبة المعارف للنشر والتوزیع، الریاض

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

فیصبون علی الذین فی اعلاہ فقال الذین فی اعلاھا: لاندعکم تصعدون فتؤذوننا، فقالوا: لوانا خرقنا فی نصیبنا خرقا فاستقینا منه ولم نؤذ من فوقنا (وفی روایة: ولم نمر علی اصحابنا فنؤذیھم) فاخذ فاسا فجعل ینقر اسفل السفینة، فاتوہ فقالوا: مالك ﷺ قال: تاذیتم بی ولابد لی من الماء. فإن ترکوھم وما ارادوا ھلکوا جمیعا وإن اخذوا علی ایدیھم نجوا وانجوا جمیعا سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :اس شخص کی مثال جو اللہ کی حدود کو قائم کرنے والا ہے اور اس کی جو ان حدود میں مبتلا ہونے اور کوتاہی کرنے والا ہے، ان لوگوں کی طرح ہے) جو ایک کشتی میں سوار ہوئے (انہوں نے کشتی کے) اوپر اور نیچے والے حصوں کے لیے (قرعہ اندازی کی، پس ان میں سے بعض اس کی بالائی منزل پر اور بعض نچلی منزل پر بیٹھ گئے، نچلی منزل والوں کو جب پانی لینے کی طلب ہوتی تو وہ اوپر آتے اور بالا نشینوں سے گزرتے، لیکن انہیں ناگوار گزرتا) ایک روایت میں یوں ہے: نچلی منزل والے پانی لینے کے لیے اوپر چڑھتے، تو اوپر والے لوگوں پر پانی گر جاتا تھا، اس لیے اوپر والی منزل کے لوگوں نے کہا: ہم تمہیں اوپر نہیں آنے دیں گے، تم اوپر چڑھ آتے ہو اور ہمیں تکلیف دیتے ہو (انہوں نے سوچا کہ اگر ہم اپنے نچلے والے حصے میں سوراخ کر لیں اور اس سے پانی حاصل کر لیں، تاکہ اوپر والوں کو تکلیف نہ ہو) اور ایک روایت میں ہے: تاکہ ہم اوپر والوں کے پاس سے گزر کر انہیں تکلیف نہ دیں(۔) اس فیصلے پر عمل کرتے ہوئے (ایک آدمی نے کلہاڑا پکڑا اور کشتی کے نچلے حصے میں کریدنا شروع کر دیا۔ اوپر والے لوگ اس کے پاس آئے اور کہا: کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: تم تکلیف محسوس کرتے ہو اور ہمیں پانی کی ضرورت ہے۔ اگر اوپر والے لوگ نیچے والوں کو اور ان کے ارادے کو نظر انداز کر دیں گے تو وہ سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے، اور اگر وہ انہیں پکڑ لیں تو خود بھی نجات پا جائیں گے اور ان کو بھی بچا لیں گے۔"[36]

**غزوہ "احد" کی مثال**

اس بات کو غزوہ احد کی مثال کے ذریعہ بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ "غزوہ احد" میں حضور اکرم ﷺ بنفس نفیس اس غزوہ میں قیادت فرما رہے تھے فوجی حکمت عملی کے تحت پچاس تیر اندازوں کی جماعت کو ایک درّے پر مامور کیا اور حکم دیا کہ دیکھو اگر درندے ہماری بوٹیاں نوچ رہے ہوں تو پھر بھی اس دَرّے کو نہیں چھوڑنا مگر ان سے کوتاہی سرزد ہوئی آپ ﷺ اور صحابہ کرام کو شدید نقصان اٹھانا پڑا، حالانکہ غلطی چند لوگوں کی تھی، مگر نقصان میں سب برابر شریک ٹھہرے[37]

فرد اور معاشرے کے باہمی تعلق کو ہم ایک بس کے مسافروں کی تمثیل سے بھی سمجھ سکتے ہیں کہ جب بس کو روڈ پر چلتے ہوئے کوئی حادثہ اس کو پیش آتا ہے تو اس میں مسافروں کا کیا قصور ہو سکتا ہے مگر حادثہ میں تمام یا اکثر لوگ مارے جاتے ہیں اس لیے معاشرے کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ ذاتی اصلاح کے ساتھ ساتھ معاشرتی و اجتماعی خیر و بھلائی اور درستی کے لیے بھی کوشاں رہے اگر اجتماعی کاوشیں چھوڑ دی جائیں گی تو پھر پوری قوم اس کے نشانات کی زد میں آ جائے گی قیامت کے دن اللہ تعالی اصلاح کرنے والے نیک لوگوں کو آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھتے ہوئے بہتر جزا اور ثواب سے نوازیں گے لیکن دنیا میں وہ اکثر اجتماعی نقصان میں شامل ہوں گے

**آزمائش اور عذاب میں فرق**

---

36 سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ:1299، الالبانی، محمد ناصر الدین، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، الریاض

37 الرحیق المختوم:380، مبارکپوری، مولانا صفی الرحمان، الرحیق المختوم، (مترجم) المکتبۃ السلفیۃ، لاہور، 1421ھ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

1- آزمائش کا تعلق نیک لوگوں سے ہوتا ہے جبکہ عذاب کا تعلق برے لوگوں سے ہوتا ہے

2- آزمائش کا تعلق دنیا سے ہے اور عذاب دنیا اور آخرت دونوں میں ہو سکتا ہے

3- آزمائش قرب الٰہی کا ذریعہ بن سکتی ہے جبکہ عذاب اللہ تعالی کی ناراضگی کا سبب بنتا ہے

4- آزمائش پیغمبر اور غیر پیغمبر دونوں کی ہو جاتی ہے جبکہ عذاب پیغمبر کو نہیں دیا جاتا

5- آزمائش جنت میں درجات علیٰ دینے کے لیے جبکہ عذاب گناہوں کے وبال کی وجہ سے ہوتا ہے

6- آزمائش عذاب سے محفوظ کرنے کے لیے جبکہ عذاب بطور سزا و عقاب کے لیے آتا ہے

7- آزمائش پیغمبر کی موجودگی میں آسکتی ہے جبکہ پیغمبر جس علاقے میں موجود ہو وہاں عذاب نہیں آسکتا

8- آزمائش استغفار کرنے کے باوجود بھی آجاتی ہیں مگر عذاب کو استغفار کی وجہ سے ٹال دیا جاتا ہے

9- حدود اللہ کی آزمائش نفاذ کے بعد انسان کو پاک کر دیتی ہے جبکہ عذاب بندہ کو پاک نہیں کرتا

10- آزمائش عارضی محرومی ہے جبکہ عذاب دائمی محرومی ہے

11- آزمائش امتحان ہے جبکہ عذاب سزا ہے

12- آزمائش کا صلہ جنت ہے جبکہ عذاب کا کوئی صلہ نہیں

13- آزمائش سامنا کرنے والوں کی حوصلہ افزائی جبکہ عذاب دی گئی اقوام کی مذمت بیان ہوئی ہے

14- آزمائش ایمان کے معیار لیول پر آتی ہے جبکہ عذاب اقوام کی ضد، تکبر اور گناہوں کے اصرار پر آتا ہے

15- آزمائش اللہ تعالی کی حکمت ہوتی ہے جبکہ عذاب اللہ تعالی کی قدرت و انتقام کا شاہکار ہوتا ہے

**عذاب کے بارے میں ملحدانہ نظریات**

یہ لیل و نہار کی گردش اور حالات کے تغیر و تبدل کا نتیجہ ہے گویا ان کے نزدیک ایسا ہی ہوا کرتا ہے کہ کردار کی پاکیزگی اور خباثت نفس سے اس کا کوئی تعلق نہیں یہ لوگ بجائے اپنی اصلاح کے غلطیوں کی تاویل اور گناہوں پر اصرار کا جواز تلاش کرتے ہوئے نظر آئیں گے انسانوں کا ایک طبقہ ہر دور میں اپنے احوال کی اصلاح کی بجائے اپنے گناہوں کی نحوست کا ذمہ دار ان لوگوں کو ٹھہراتا ہے جو حالات کو بدلنے اخلاق کو سنوارنے اور برے عادات و کردار پر نظر ثانی کی دعوت دیتے ہیں بعض لوگ اپنے اعمال بد کی بجائے تقدیر کا سہارا لیتے ہیں۔

## نتیجہ

عذاب اور آزمائش انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اثر انداز ہوتے ہیں اور ان کا سماجی رویوں پر بھی گہرا اثر ہوتا ہے۔ عذاب عموماً سزا کشی اور انفرادی یا اجتماعی گناہوں کے لیے ہوتا ہے، جبکہ آزمائش ایمان اور صبر کی جانچ ہوتی ہے۔ معاشرتی رویے ان عوامل سے متاثر ہو کر افراد کی روحانیت اور عمل پر اثر ڈالتے ہیں۔ اس مطالعے نے واضح کیا کہ عذاب اور آزمائش کی تفہیم سے نہ صرف فرد کی ذاتی ترقی ممکن ہے بلکہ اجتماعی ترقی اور اصلاح بھی ممکن ہوتی ہے۔